مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی طبیعت کسی قدر ناساز ہے۔ ۱۲۔ تاریخ حضور نے مسہل لیا۔ نماز جمعہ حضرت مولوی سید سرور شاہ صاحب نے پڑھائی۔ ہفتہ گذشتہ میں کسی قدر بارش ہوئی۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ اس فصل کو جو کہ تیار ہو چکی ہے کسی قدر نقصان پہنچا۔

حضرت ام المومنین سنور ریاست پٹیالہ میں خشی فرزند علی صاحب کی ہمشیرہ کی تقریب تدبیح پر تشریف لے گئیں۔ حافظ روشن علی صاحب و سید محمد اسحٰق صاحب بھی اسی جگہ گئے ہیں۔

جناب سیٹھ اسمٰعیل آدم صاحب کا عقد ثانی مرزا محمد شفیع صاحب انسپکٹر تجارت کی لڑکی سے ایک ہزار روپیہ مہر پر خلیفۃ المسیح نے پڑھا۔ خدا تعالیٰ مبارک کرے۔

بارش کی رات کو یہاں کے تھانہ کی نئی بنی ہوئی دیوار جو گرگئی قریب بھر میں ایک

اخبار احمدیہ

جناب مفتی محمد صادق صاحب کا خط

بمبئی سے روانگی کے بعد جناب مفتی محمد صادق صاحب کا پہلا خط جو ... ... حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے حضور پہنچا ہے۔ حسب ذیل ہے:۔

"مرشدنا و ہدینا۔ السلام علیکم۔ الحمد للہ طبیعت اچھی ہے۔ سمندر عموماً ساکن ہے۔ آج جہاز پر کرکٹ میچ ہوگا امید ہے۔ کہ آج رات کسی وقت جہاز عدن پہنچے گا۔ ایرانی قنصل کو میں نے ڈوئی کی پیشین گوئی سنائی۔ اور اسکے متعلق انگریزی کتاب دی۔ بہت متاثر ہوئے۔ فرمایا۔ مجھے افسوس ہے۔ کہ میرا سفر آپکے ساتھ لنڈن تک نہیں ورنہ مجھے بہت فائدہ ہوتا۔ اور میرے معلومات ترقی کرتے۔ کہنے لگے۔ آپ واپس آئیں تو میرے پاس ٹھہریں۔ ہوٹل میں نہ ٹھہریں۔ میں نے کہا۔ میرے وہاں دوست ہیں۔ مگر آپ سے میں ضرور ملوں گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ میرا ایڈریس لیا ہے۔ اور حضور کا ایڈریس بھی لیا ہے۔ کہتے تھے۔ کہ ہمارا گورنمنٹ آپکی مذہبی گفتگو سے بہت گھبرا رہا ہے۔ جو پادری صاحب جہاز پر ہیں۔ وہ اب میرے پاس نہیں آتے۔ دور کرسی لیجا کر بیٹھتے ہیں۔ جہاز پر کچھ مسلمان ملازم ہیں انکو بھی تبلیغ کی جارہی ہے۔"

جناب مفتی صاحب اسی تاریخ کے اپنے دوسرے خط میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ جہاز میں اب تک دو مسلمان داخل بعیت ہوئے ہیں۔ اور ایک انگریز۔ اسکے متعلق جناب مفتی صاحب نے لکھا ہے۔ کہ مفصل تحریر بھیجدی ہے۔ جو ابھی تک موصول نہیں ہوئی۔ اگر آئندہ موصول ہوگئی۔ تو ہدیہ ناظرین کی جائیگی۔ ساب

(باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا)

... دل سے دعا فرماویں۔ کہ خدا تعالیٰ مفتی صاحب کو بخیر و عافیت منزل مقصود پر پہنچائے ۔

باریسال میں احمدیہ جلسہ

باریسال بنگال میں ۶ و ۷ و ۸ - اپریل کو احمدیان بنگال کی طرف سے تبلیغی جلسے کا انتظام کیا گیا۔ بنگالی - انگریزی و اُردو میں تقریریں مندرجہ ذیل مضامین پر کی گئیں ۔

۶ - اپریل اختلافات درمیان احمدی و غیر احمدی۔

۷ - اپریل حضرت مسیح موعودؑ نے اسلام کے لئے کیا کیا۔ (۲) آپ کا دعویٰ۔

۸ - اپریل امام وقت کی بیعت ضروری ہے۔

ہر سہ زبانوں میں اشتہار شائع کیے گئے ہیں مفصل رپورٹ بعد میں انشاء اللہ ہدیہ ناظرین کیجائیگی ۔

ملتان شہر میں جلسہ

پچھلے دنوں ہمارے مبلغ ڈیرہ غازیخاں میں بغرض تبلیغ تشریف لے گئے تھے وہاں سے واپسی کے وقت احباب ملتان نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کی اجازت سے مبلغین کو ملتان میں ٹھہرا لیا جہاں ۲۷-۲۸-۲۹-۳۰- مارچ کو تقریریں ہوئیں۔ پہلے روز مولوی عبدالعزیز صاحب نے جو اس ضلع میں بحیثیت مبلغ کام کرتے ہیں وفات مسیحؑ پر تقریر کی ۲۸- مارچ کو مولوی حکیم خلیل احمد صاحب کا وعظ حفاظت قرآن پر ہوا جس میں آپ نے ان طریقوں کو بتایا جو خدا نے حفاظت قرآن کے لئے مقرر فرمائے ہیں۔ ۲۹- کو جناب سید محمد اسحٰق صاحب کی تقریر وفات مسیح پر ہوئی۔ میر صاحب کا انداز بیان خاص اور طرز استدلال نرالا ہے آپ کی تقریر کے متعلق غیر احمدی مولوی صاحبان نے کچھ سوالات بھی کیئے۔ لیکن کافی جواب ملنے پر خاموش ہو گئے جناب حافظ روشن علیصاحب کی تقریر مسئلہ ختم نبوۃ پر ہوئی۔ ۳۱- مارچ کو جناب سید محمد اسحٰق صاحب نے صداقت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام پر تقریر فرمائی۔ لوگوں نے اطمینان سے سُنا بظاہر اچھا معلوم ہوتا ہے۔ ہدایت دینا خدا کا کام ہے ۔

میلہ چراغاں شالامار لاہور میں تبلیغ

مکرمی جناب میاں محمد شریف صاحب بی۔ اے - ایل ایل بی وکیل لاہور اطلاع دیتے ہیں۔ کہ میلہ چراغاں کے موقعہ پر تبلیغ کا انتظام کیا گیا۔ اور مختلف احباب نے تقریریں کیں۔ جنہیں سامعین نے توجہ اور غور سے سُنا - اور جماعتوں کے لوگوں کو بھی ایسے مواقع سے فائدہ اُٹھانا چاہیئے ۔

جماعت فیروزپور میں حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کا درس

جناب منشی فرزند علی صاحب فیروزپور سے اطلاع دیتے ہیں کہ ۳۱- مارچ ۱۹۱۷ء سے باقاعدہ طور پر حضرت مسیح موعودؑ کی کتب روزانہ بعد نماز صبح پڑھی جاتی ہیں۔ جو بہت عمدہ اور مفید بات ہے۔ امید ہے کہ دیگر مقامات کے احباب بھی بہت جلدی اسکے لئے باقاعدہ انتظام کرینگے ۔

امتحان دینے والوں کے لیئے دعا

ماسٹر محمد دین صاحب ہیڈ ماسٹر فسٹ گورکھ دھرم سالہ سے اپنے دونوں لڑکوں میاں حاکم دین صاحب دلال دین صاحب کیلئے جو ایف۔ اے کا امتحان دینگے۔ دعائے کامیابی کی درخواست کرتے ہیں کامیابی کے لیئے احباب انکے لیئے اور تمام احمدی لڑکوں کے لیئے جنہوں نے امتحان دیا ہے۔ دعا کریں ۔

مصالحت

موضع علی پور ضلع لاہور کے احمدیوں کے خلاف وہاں کے غیر احمدیوں نے فوجداری استغاثہ بلا وجہ جناب نائب تحصیلدار صاحب کی عدالت میں دائر کیا تھا معلوم ہوا ہے کہ فریقین میں بغیر کسی معافی وغیرہ کے مصالحت ہو گئی ہے۔ ہم جناب نائب تحصیلدار صاحب کے مشکور ہیں۔ جنھوں نے اپنی دانشمندی سے فریقین کی مصالحت کرا دی ۔

نماز جنازہ

میاں سلطان محمد صاحب حجام ساکن جہلم جو ایک مخلص احمدی تھا فوت ہو گیا ہے احباب جنازہ غائب پڑھیں ۔

جنگ کی خبریں

برطانوی سپاہ کے جارحانہ حملے

لندن ۱۰- اپریل گذشت شب سرڈی ہیگ کے ایک اعلان سے معلوم ہوا کہ حسب تجویز لڑائی کامیابی کے ساتھ جاری ہے ہماری سپاہ نے ہینن سرکیجو ٹل سے گھونچی ہین کو ایل کے گرد و نواح میں دو یا تین میل تک ہر جگہ دشمن کی مدافعت کے خلاف یورش کی پیش قدمی جاری ہے دشمن کے اس محاذ پر آگے بڑھے ہوئے حصص کو جنمیں دمن برج بھی جسکو کینیڈا والوں نے آج صبح لے لیا شامل ہے اسپر خندقوں اور مستحکم مقامات کا ایک جال بچھا ہوا ہے اور نیول و تامس ٹیلیگراف ہل فلائے لینز مافیلنز ریوبز دیشن پوچ سینٹ لارنٹ بینگی لیس ٹیلیواز اور لافانی فارم بھی اسمیں شامل ہیں علاوہ ازیں ہم نے مزید پیشقدمی کی اور پچھلی طرف کے مقامات مدافعت کو بھی لے لیا۔ جن میں اور بھی مضبوط خندقیں اور فیوچی نیسل فیوچی حیدرآباد ریڈرٹ ایتھنز اور تھیلس جیسے مستحکم شہر شامل ہیں۔

آج سہ پہر تک ۵۸۱۶ قیدی جنمیں سے ۱۱۹ افسر ہیں مقامات اجتماع میں سے ہوکر گذرے اور بہت زیادہ قیدی ہیں جو شمار نہیں ہوئے انہیں سے بہت سے بویریں ڈویژن کے ہیں جنکے آج کی لڑائی میں بہت سے آدمی ہلاک ہوگئے ہیں ان قیدیوں کے ساتھ توپیں۔ متعدد خندقی توپیں اور کلدار توپیں بھی ہاتھ آئیں۔

آراس کے اردگرد جنگ کی شدت

لنڈن ۹- اپریل ہیڈ کواٹر سے ریوٹر کا نامہ نگار آج شام کو تار دیتا ہے کہ آراس کے گرد و نواح میں لڑائی نہایت زور شور سے جاری ہے جسمیں برطانوی سپاہ کا پہلو بھاری ہے انہوں نے بہت بڑی ترقی کی ہے۔

سوم اور ایسن پر توپخانہ کی سرگرمی

لنڈن ۱۰- اپریل گذشتہ شب کا فرانسیسی اعلان مظہر ہے کہ سوم اور ایسن پر توپخانہ کی شدید آتشبازی ہو رہی ہے دشمن نے ایسن کے شمال میں اور ریمز پر حملہ اور ہو کر اسکا بدلا لینا چاہا لیکن شدید گولہ باری سے اسے روکا گیا بعض شہری لوگ ہلاک ہوئے ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان - ۱۳؍ اپریل ۱۹۱۷ء

دجلہ و فرات اور ہماری روحانی فتوحات

(از قلم حقیقت رقم مولوی کرم داد صاحب دودلمیال)

میں اپنے احمدی بھائیوں کو جو ہر بات میں غور اور فکر کرنے کے عادی ہیں۔ ایک مژدہ سناتا ہوں۔ کہ بصرہ بغداد کی طرف جو اللہ تعالےٰ نے ہماری محسن گورنمنٹ کے لئے فتوحات کا دروازہ کھولدیا ہے۔ اس سے ہم احمدیوں کو معمولی خوشی حاصل نہیں ہوئی۔ بلکہ سینکڑوں اور ہزاروں برسوں کی خوشخبریاں جو الہامی کتابوں میں چھپی ہوئی تھیں۔ آج ۱۳۳۵ھ میں وہ ظاہر ہو کر ہمارے سامنے آگئیں *

اس بات سے میرے غیر احمدی بھائی ناراض ہونگے لیکن اگر غور کریں۔ تو اس میں ناراضگی کی کوئی بات نہیں۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود جب دنیا میں تشریف لائے۔ تو اس وقت دجلہ فرات خشک ہو چکے تھے۔ یعنے وہ حقیقی اسلام کا پانی جسنے آسمان سے اُتر کر ان ملکوں کو سیراب کیا تھا۔ آسمان پر اُٹھایا گیا۔ جیساکہ اللہ تعالےٰ نے آیۃ وانا علےٰ ذھاب بہٖ لقادرون میں اشارہ فرمایا۔ اور حضرت اقدس اسکے متعلق ازالہ اوہام صفحہ ۳۳۱ میں تحریر فرماتے ہیں:۔ "اور آیت وانا علےٰ ذھاب بہٖ لقادرون جسکے بحساب جمل ۱۲۷۴ عدد ہیں۔ اسلامی چاند کی سلخ کی راتوں کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ جسمیں نئے چاند کے نکلنے کی اشارت چھپی ہوئی ہے۔ جو غلام احمد قادیانی کے عددوں میں بحساب جمل پائی جاتی ہے"۔

حجج الکرامہ صفحہ ۴۳۲ میں حضرت ابن عباسؓ سے مرفوع روایت ہے:۔ عن ابن عباس مرفوعًا انزل اللہ تعالےٰ من الجنۃ الی الارض خمسۃ انھار سیحون و جیحون ودجلۃ والفرات والنیل ..... فذلک قولہ تعالیٰ وانزلنا من السماء ماء بقدر فاسکناہ فی الارض فاذا کان ..... ارسل اللہ جبریل فیرفع من الارض القرآن والعلم ..... وھذہ الانھار الخمسۃ کل ذلک الی السماء فذلک قولہ تعالیٰ وانا علےٰ ذھاب بہ لقادرون"۔ اس روایت میں بتایا گیا کہ ایک وقت آئیگا۔ کہ دجلہ فرات والے اصل اسلام کو چھوڑ بیٹھینگے۔ اور اپنی شامت اعمال کی وجہ سے خسف قذف میں مبتلا ہو کر یہود کی طرح انکی شکلیں مسخ ہو جائینگی۔ چنانچہ مشکوٰۃ باب الملاحم میں ہے۔ عن انس رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال یا انس ان الناس یمصرون امصارًا وان مصرًا منھا یقال لہ البصرۃ فان مررت بھا او دخلتھا فایاک و سباخھا وکلاءھا ونخیلھا وسوقھا وباب امرائھا وعلیک بضواحیھا فانہ یکون بھا خسف وقذف ورجف وقوم یبیتون ویصبحون قردۃ وخنازیر۔

اس حدیث میں جناب مخبر صادق صلے اللہ علیہ وسلم تاکید فرماتے ہیں۔ کہ جب تم بصرہ کی طرف یہ حالت دیکھو۔ تو ایاک و باب امرائھا یعنے اس حکومت کے امراء سے دور رہیو۔ اس لئے اب ہر مسلمان کو ترکی حکومت سے نفرت کرنی چاہئے یہ محافظ اسلام نہیں۔ بلکہ دشمن اسلام ہے۔ قردۃ و خنازیر پر غور کرنے سے ان لوگوں کے اسلام کی حقیقت معلوم ہو سکتی ہے۔ میرے بھائیو! اپنے پیغمبر کے فرمودہ کی قدر کرو۔ حجج الکرامہ صفحہ ۴۶۳ میں ہے۔ کانی بالبصرۃ کانھا نعامۃ جاثمۃ۔ دیکھو شترمرغ پر نہیں کُرید کر چھاتی کے بل بیٹھتا ہے۔ جسے پنجابی میں کھرلی کہتے ہیں یہی حال ان کا ہوا۔ مگر پھر بھی نہیں سمجھتے۔ بائبل سے بھی یہی آواز آتی ہے۔ کہ اٹھو بصرہ کی طرف چڑھائی کرو۔ یرمیاہ باب ۴۹ میں ہے:۔ "کیونکہ میں نے اپنی ذات کی قسم کھائی ہے خداوند کہتا ہے کہ بصرہ جائے حیرت اور ملامت اور ویرانی اور لعنت ہوگا .. .. میں نے خداوند سے ایک افواہ سُنی ہے۔ بلکہ ایک ایلچی یہ کہنے کو قوموں کے درمیان بھیجا گیا کہ تم جمع ہو اور اس پر جا پڑو اور لڑائی پر چڑھو"۔ پس اسوقت آسمانی گورنمنٹ کے حکم کے ماتحت یہ کارروائی عمل میں آئی کہ سرکار برطانیہ ہم لوگوں کو جمع کر کے بصرے کی طرف لے جارہی ہے۔ جو لوگ اس خدمت میں شامل ہونگے۔ اس پیشگوئی کے موافق ان کو دین و دنیا میں کامیاب سمجھو کیونکہ اگر یہ خدا کی بتائی ہوئی بات نہ ہوتی۔ تو یہ کس کو معلوم تھا کہ اتنی دور دراز مدت کے بعد ایک ایسا واقعہ ہوگا کہ لوگوں کو کہا جائے گا کہ جمع ہو کر بصرے کی طرف چڑھائی کرو *

کیا کوئی بتا سکتا ہے کہ اس سے پہلے کبھی اس قسم کی دنیا میں منادی کرائی گئی یا قوموں کے اس اجتماع کی کوئی نظیر پیش کر سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ بات یہ ہے۔ کہ جب عراق عرب کی حالت بگڑ گئی۔ تو اللہ تعالےٰ کے وعدے کے موافق ملائکہ کا نزول ہوا۔ جنہوں نے لوگوں کے دلوں کو اس طرف مائل کیا۔ کہ وہ اپنی محسن و خیر خواہ گورنمنٹ کی تحریک پر عمل کریں۔ اسلئے لوگ اپنے مال و جان قربان کرنے کو تیار ہو گئے۔ خدا تعالےٰ کا یہ فعل بتاتا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کو اس وقت ان ملکوں میں وہ اسلام پھیلانا منظور ہے جو حضرت مسیح موعود پیش کرتے ہیں۔ اور جب تک وہاں اس گورنمنٹ کی حکومت نہ ہو۔ جسمیں یہ روحانی بادشاہ مبعوث ہوا۔ تب تک ان ملکوں میں اس کی تعلیم بھی پھیل نہیں سکتی۔ یہ حکومت اس مہدی کے لئے بمنزلہ ایک سیف کے ہے۔ چونکہ اب ۱۳۳۵ھ ہے۔ اور اسکے متعلق دانی ایل نبی کی ایک پیشگوئی ہے۔ جو دانی ایل باب ۱۲ میں ہے۔ اور اسی نبی نے دجلے اور میکا ایل کا بھی ذکر کیا۔ دیکھو باب ۱۰ "میں بڑی ندی دجلہ کے کنارے پر تھا۔ اور میں نے آنکھ اٹھا کے نظر کی .. .. .. مجھ دانی ایل نے تن تنہا یہ رؤیا دیکھی .. .. .. اور یہ میکائیل جو سرداروں میں بڑا ہے میری مدد کو پہونچا"۔

حضرت اقدس لکھتے ہیں "دانی ایل نبی نے اپنی کتاب میں میرا نام میکائیل رکھا ہے" (دیکھو اشتہار تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۶ حاشیہ) اسلئے ضرور تھا کہ ۱۳۳۵ھ میں دجلہ کی طرف کوئی تغیر واقع ہو۔ اور یہ تغیر ہم احمدیوں کے لئے ایک خوشخبری ہے۔ وجہ یہ کہ اس میکائیل نے اپنی کتاب حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۹۹ حاشیہ میں لکھا ہے "دن سے مراد دانیال کی کتاب میں سال ہے۔ اور اسجگہ وہ ہجری

سال کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ جو اسلامی فتح اور غلبہ کا پہلا سال ہے" پس خدا تعالےٰ کی فعلی شہادت نے ثابت کر دیا کہ دجلہ فرات کی طرف وہ حقیقی اسلام نہیں رہا تھا سوا انشاء اللہ اس مہدی کی فوج جو مشرق میں ظاہر ہوا۔ جنکے ہاتھوں میں سیاہ جھنڈے ہیں یعنے قلم۔ حکومت برطانیہ کی تیز تلوار بیکر حقیقی اسلام کو غلبہ دینگے۔ جو لوگ سنی ہوں یا شیعہ خونی مہدی کے انتظار میں اس ملک کی طرف نظر اٹھا کر دیکھ رہے ہیں۔ عنقریب انکو اصل حقیقت معلوم ہو جائیگی ٭

حدیث شریف میں جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم امت کو فرماتے ہیں۔ مہدی جب مشرق سے آویگا تو تم اس کا مقابلہ کرو گے۔ ثم تطلع الرایات السود من قبل المشرق فیقتلونکم ...... اذا رأیتموہ فبایعوہ ولو حبوًا علے الثلج فانہ خلیفۃ اللہ المہدی (ابن ماجہ) دوسری روایت میں ہے:۔ حتی یاتی قوم من قبل المشرق معہم رایات سود ...... فیقاتلون فینصرون (ابن ماجہ) بائبل سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے کہ دجلہ فرات والوں پر مشرقی غالب آوینگے۔ چنانچہ مکاشفہ ۱۶ میں ہے " اور چھٹے نے اپنا پیالہ دریائے فرات پر الٹا اور اس کا پانی سوکھ گیا تاکہ مشرق سے آنیوالے بادشاہوں کے لئے راہ تیار ہو جائے" ظاہری طور پر یہ پیشگوئی اس طرح پوری ہوئی۔ کہ ۱۱ مارچ ۱۹۱۷ء کو صبح ۹ بجے فوج مشرق سے بغداد میں داخل ہوئی۔ اور جس جس جگہ یہ حکومت پہنچے گی۔ تجربہ گواہ ہے کہ احمدیت بھی اسکے ساتھ ساتھ جائیگی۔ گویا ہم احمدیوں کی خاطر یہ سب کچھ ہوا۔ اور ہو رہا ہے۔ الہامی کتابوں کے پڑھنے والے جانتے ہیں کہ پانی سوکھنے کا کیا مطلب ہوتا ہے پھر "بادشاہوں" جمع کا صیغہ ہے۔ جس سے صرف ظاہری بادشاہت ہی مراد نہیں۔ بلکہ اس بادشاہی میں کوئی اور بادشاہ بھی ہے۔ جسکو توپ بندوق کی حاجت نہیں بلکہ وہ بادشاہ جری اللہ فی حلل الانبیاء حضرت مسیح موعود ہے جسکے حق میں ہے۔ انا المرسل اقتت ٭

جب مینے اخبار میں پڑھا کہ ترک لینے زخمی اور لاشیں چھوڑ کر بھاگ گئے۔ تو مجھے یہ حدیث یاد آگئی۔ جو بغداد کی نسبت حجج الکرامہ صفحہ ۳۴۵ میں ہے۔ "حذیفہ از آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم آوردہ کہ مے باشد واقعہ در زوراء ...... آنجا اشرار خلق خدا و جبارین است من عذاب کردہ شوند بچہار چیز سیف و قذف و خسف و مسخ ابوعمرو الدانی گوئم مراد بزوراء بغداد است"۔ مدت سے میری نظر اس پیشگوئی پر تھی۔ مینے ایک رسالہ منظومہ مسمی بہ عبد العزیز دسمبر ۱۹۱۵ء کو لاہور میں طبع کرایا اسکے صفحہ ۱۸ سطر ۸ میں جو شعر ہے۔ اس کا پہلا مصرعہ یہ ہے "سیف در بغداد بینم خونریزی بر فرات" ایسا ہی دہلی میں جب ہمارے شہنشاہ کی تاجپوشی کا جلسہ ہوا۔ اس دن تحصیل پنڈ دادنخان میں فتح محمد خاں نمبردار احمدی مجھ سے ایک نظم لکھوا کر لے گئے جس کا ایک شعر یہ ہے:۔

> وہی اس رمز کو جانے جو قرآن والف انجیل و تورات ہے
> سن گیارہ میں کیا حکمت رکھا کیوں عدد بارہ ہے

دانی ایل باب ۱۲ میں ۱۳۳۵ کا ذکر ہے ۱۹۱۷ء۔ اور ۱۲ دسمبر ۱۱ کو ۔ اور ۱۱ / ۳ کو بغداد فتح ہوا ٭

فیصلہ آسمانی کے خاتمہ پر چند سطریں ہندسوں کی ہیں۔ چوتھی سطر میں نواں ہندسہ ۱۱ کا ہے۔ بغداد کی تسخیر ۹ بجے ۱۱ مارچ کو ہوئی۔ اس سے پہلے بھی اگرچہ بغداد میں بہت کچھ گذر چکا۔ لیکن حدیث کے الفاظ قردۃ خنازیر۔ مسخ وغیرہ کی حقیقت مسیح موعود کے زمانہ میں ظاہر ہونی تھی۔ اسکے عدد بھی بتا رہے تھے۔ کہ بغداد ۱۱/۱۰ کو گیارہ سے کوئی تعلق ہے ٭

الغرض مدت کی پیشگوئیاں آج پوری ہو رہی ہیں ہمارے بھائیوں کو چاہئیے۔ کہ ان پر غور کریں۔ فشکر اللہ کل الشکر علٰے ما امننا من کل خوف تحت ظل ہذہ الدولۃ البرطانیۃ المبارکۃ للضعفاء وکہف اللہ للفقراء والغرباء وسوط اللہ علے کل عبد ذی الخیلاء ... اللہم فاجز ذلک الملک متاخیر جزائک والصرم سمیّ اعدائہ اعداء ملک وادخلہ من کل شرقی خزائنک وارزقہ من نعمائک واہد قلبہ وقلب ذراریہ الی دینک دین الاسلام ٭ (آئینہ کمالات اسلام)

ریویو

شام زندگی جناب راشد الخیری دہلوی اُردو انشاء پردازی کے لحاظ سے مسلمہ قابلیت کے انسان ہیں اور خاصکر بیگماتی محاورات اور زنانہ طرز تحریر میں آپ کو خاص ملکہ حاصل ہے۔ اسوقت تک مستورات کے متعلق جو کچھ آپکے قلم جادو رقم سے نکلا ہے۔ اہل علم میں پسندیدگی کی نظر سے دیکھا۔ اور وقعت کی آنکھوں سے ملاحظہ کیا گیا ہے ٭

کچھ عرصہ ہوا جناب موصوف نے "صبح زندگی" ایک کتاب لڑکیوں کی ابتدائی نشوونما اور تعلیم وتربیت کے متعلق لکھی تھی جس کا پبلک نے نہایت گرمجوشی کے ساتھ خیر مقدم کیا تھا۔ اور اسکے مفید و موثر ہونے کا بھی خاص طور پر اعتراف ہوا تھا۔ حال ہی اس کا دوسرا حصہ "شام زندگی" کے نام سے جناب محمد الواحدی صاحب دہلوی ایڈیٹر خطیب نے بصد کوشش جناب راشد الخیری سے لکھوایا ہے۔ اور اپنے درویش پریس میں نہایت خوبی اور عمدگی کے ساتھ طبع کرا کر شائع کرایا ہے ٭

شام زندگی کیا ہے۔ اس کا صحیح اندازہ تو کتاب کے دیکھنے سے ہی ہو سکتا ہے۔ لیکن ہم اتنا ضرور کہینگے۔ کہ بعض واقعات کو ایسے دردناک اور دلدوز پیرایہ میں بیان کیا گیا ہے کہ پڑھ کر آنسو نکل آتے اور منظر عالم کی عبرتناک تصویر آنکھوں کے سامنے پھر جاتی ہے۔ اگرچہ کتاب ناولانہ پیرایہ میں لکھی گئی ہے۔ لیکن قابل مصنف نے نہایت عمدگی سے دلنشین اور موثر پیرایہ میں آداب معاشرت۔ اطاعت شوہر۔ انتظام خانہ داری۔ تربیت اطفال۔ ازالہ توہمات۔ راضی برضاء اور مفید معلومات کو بھی بیان کر دیا ہے۔ جن کا مطالعہ مستورات کے لئے بہت مفید ہو سکتا ہے۔ اگرچہ قابل مصنف نے موقعہ بموقعہ مذہبی احساسات پیدا کرنے کی سعی بھی کی ہے لیکن ہم بافسوس یہ اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ اس طرف کم توجہ کی گئی ہے۔ حالانکہ یہ پہلو باقی تمام پہلوؤں سے زیادہ ضروری اور اہم ہے ٭

بہرحال کتاب بہت مفید اور سبق آموز ہے۔ لکھائی چھپائی کے لحاظ سے قابل تعریف۔ گو کاغذ میں وہ نفاست نہیں جس کی

ایک آریہ سے گفتگو

آریوں کے پنڈال میں

دوسرے وقت مہاشہ دگیان بھکشو اور میر قاسم علی صاحب جناب میں جو گفتگو ہوئی۔ وہ حسب ذیل ہے۔ ہم نے صرف طرفین کی تحریروں کے درج کر دینے پر اکتفا کی ہے۔ اور ان پہلوؤں پر اپنے الفاظ میں روشنی نہیں ڈالی جنسے آریہ مہاشہ کی قابلیت کی قلعی کھلتی ہے۔ امید ہے ناظرین مہاشہ موصوف کے الفاظ سے خود انکی لیاقت اور علم کا اچھی طرح اندازہ لگا سکینگے۔ انکی تقریریں جو نامربوط الفاظ کا مجموعہ اور بے معنی فقرات کا مرقع پیش کر رہی ہیں۔ وہ اس بات کا بھی کافی ثبوت ہیں۔ کہ مہاشہ جی کی دوران مباحثہ میں کیا حالت ہو رہی تھی؂

آریہ صاحبان کی طرف سے اس مباحثہ کے متعلق پرکاش اور آریہ گزٹ میں غلط اور بے بنیاد تحریریں شائع ہوئی ہیں۔ کیا ہی مناسب ہوتا اگر وہ بھی ہماری طرح طرفین کی گفتگو شائع کر دیتے اور فیصلہ پبلک پر چھوڑتے۔ لیکن ان کا اس طرح کرنا اپنے منہ اپنی ناکامی کا اقرار کرنا تھا۔ اس لیئے اس طرف نہیں گئے۔ عقلمند اصحاب کے نزدیک یہ بات بھی خاص طور پر قابل غور اور آریہ صاحبان کی ناکامی کا بہت بڑا ثبوت ہے۔ بہرحال جو گفتگو ہوئی وہ درج ذیل ہے؂ (ایڈیٹر)

میر صاحب۔ آریہ صاحبان کا عقیدہ آواگون کے متعلق یہ ہے۔ کہ ایک جیو اگر اچھے عمل کرے۔ تو اسے اچھے انسان کا جسم ملتا ہے۔ اور اگر برے کرے۔ تو وہی روح جو انسان میں ہوتی ہے۔ کسی دوسرے حیوان کے جسم میں داخل کر دی جاتی ہے۔ لیکن اس طرح نہیں۔ کہ ادھر انسان کے جسم سے نکلی اور ادھر گائے یا اور کسی حیوان کا ڈھانچ تیار ہوتا ہے اس میں گھسیڑ دی جاتی ہے بلکہ اگر گائے کے جسم میں ڈالی جائے گی۔ تو بیل کے نطفہ اور گائے کے پیٹ میں سے ہو کر دس مہینے کے بعد گائے کے جو بچہ پیدا ہوگا۔ اس میں ہوگی۔ اسکے متعلق میں نے یہ دریافت کیا تھا کہ آیا نباتات میں بھی اس طرح روح ڈالی جاتی ہے۔ یا نہیں۔ اس کا جواب دینے میں میرے دوست نے بہت دیر لگائی اور مانا تو اس قدر مانا کہ ایم اے کے کورس کی طرح یہ بات بھی ہے تو سہی۔ لیکن بتاؤں گا نہیں۔ کیونکہ اس کا آواگون سے کوئی تعلق نہیں ہے؂

اب میں بتاتا ہوں۔ کہ تناسخ سے اس کا کیا تعلق ہے سوامی دیانند صاحب نے ستیارتھ پرکاش میں لکھا ہے۔ کہ یہی جیو جو انسانوں میں ہے۔ نباتات کے جسم میں بھی چلی جاتی ہے۔ اب ستیارتھ پرکاش کو ماننے والا اور پنڈت دیانند صاحب کا پیرو اس سے کبھی انکار نہیں کر سکتا لیکن افسوس کہ ہمارے مہاشہ جی نے کھلے لفظوں میں اس کا اقرار کرنا بہت مشکل سمجھا۔ دوسرا سوال میں نے یہ کیا تھا۔ کہ مدار زندگی کون کون سی چیزیں ہیں۔ اس کا جواب بھی نہایت آسان تھا۔ اور ہر ایک سمجھدار انسان فوراً بتا سکتا ہے کہ چاند۔ سورج۔ زمین۔ ہوا۔ پانی۔ کھانا ہے۔ کیونکہ اگر ان میں سے کوئی ایک چیز بھی نہ ہو۔ تو کوئی ذی روح زندہ نہیں رہ سکتا۔ مگر مہاشہ جی نے اس کا بھی کوئی جواب نہ دیا۔ ایک تیسرا سوال یہ ہے۔ کہ وہ چیزیں جو مدار زندگی ہیں ذی روح کی پیدائش سے پہلے پیدا کر کے پھر ذی روح کو پیدا کیا یا ذی روح کی پیدائش کے بعد ان اشیاء کو جو مدار زندگی ہیں پیدا کیا؟ ہر ایک عقلمند انسان سمجھ سکتا ہے کہ مدار زندگی اشیاء پہلے بنائی گئی ہیں۔ کیونکہ اگر وہ پہلے نہ بنائی جاتیں۔ تو کوئی ذی روح زندہ ہی نہ رہ سکتا۔ اب سوال ہے۔ کہ یہ مدار زندگی چیزیں اعمال کے نتیجہ میں بنی ہیں۔ یا بغیر اعمال کے۔ اعمال کے نتیجہ میں تو ہو نہیں سکتیں۔ کیونکہ یہ ذی روح چیزوں سے پہلے بنی ہیں۔ تب ہی تو ذی روح زندہ رہ سکی ہیں۔ اسلیئے یہی ماننا پڑے گا کہ یہ بغیر اعمال کے بنی ہیں۔ پس جب پانی۔ ہوا۔ چاند۔ سورج۔ زمین جو مدار زندگی ہیں بغیر اعمال کے بنائی گئیں۔ تو ان میں سے ایک چیز کھانا بھی جو نباتات سے پیدا ہوتا ہے بغیر اعمال کے بننا چاہیئے تھا۔ لیکن سوامی دیانند صاحب کہتے ہیں۔ کہ نباتات میں بھی انسانی روح چلی جاتی ہے۔ گویا اگر انسان بدعملی نہ کرتے۔ تو نہ غلہ پیدا ہوتا۔ نہ سبزی اُگتی۔ نہ گھاس پیدا ہوتا۔ اور جب یہ نہ ہوتا تو کوئی جاندار بھی زندہ نہ رہتا۔ کیونکہ یہ مدار زندگی میں داخل ہے۔ پس یہ باطل ہو گیا۔ کہ نباتات میں روح ہے۔ کیونکہ اگر اس میں روح ہو۔ تو وہ جن چیزوں کی مدار زندگی ہے۔ ان سے پہلے نہیں ہو سکتی۔ حالانکہ یہ ضروری ہے کہ وہ پہلے ہو تاکہ ذی روح چیزوں کے قیام کا باعث ہو جب یہ ضروری ہے۔ تو وہ کسی کے عمل کا بھی نتیجہ نہیں ہو سکتی اور اس طرح یہ بات باطل ہو گئی۔ کہ نباتات میں بھی روح ہے؂

مہاشہ جی۔ آپ لوگوں نے مولوی صاحب کی تقریر کو سنا۔ آپنے تناسخ سے نباتات کا تعلق بتایا ہے۔ اب غور کا مقام ہے۔ کہتے ہیں۔ جو آدمی پیدا ہوا اس کے لیئے جو مدار زندگی ہے۔ مثلاً دم لینے کے لیئے ٹھہرنے کے لیئے زمین۔ اس کا ہم بھی مفہوم سمجھتے ہیں۔ کہ آپنے کہا ہے۔ کہ جو چیزیں مدار زندگی ہیں ان میں روح نہیں۔ میں کہتا ہوں۔ ایک بچہ پیدا ہوتا ہے۔ تو کیا ماں باپ میں روح نہیں ہوتی [illegible] گذرے ہیں۔ اور ہم انکی بتائی ہوئی باتوں پر عمل کر رہے ہیں۔ کیا ان میں روح نہ تھی۔ اور انکو جو درجہ حاصل ہوا۔ وہ انکے اعمال کی وجہ سے نہ تھا۔ ہم تو یہی مانتے ہیں۔ کہ انکے اعمال کی وجہ سے ہی تھا۔ اور انکی ہستی ہم سے پہلے تھی کیا وہ ذی روح نہ تھے۔ آپ کا اس دلیل کو تناسخ کے رد میں پیش کرنا دلیل کی ہتک کرنا ہے؂

آپنے کہا کہ ستیارتھ پرکاش کے رو سے نباتات میں روح ہے۔ ہم ستیارتھ پرکاش کو مانتے ہیں۔ مگر آپ قرآن سے فرار کر رہے ہیں۔ قرآن کہتا ہے۔ کونوا قردۃ خاسئین۔ ہمارا حوصلہ دیکھئے ہم آپ کی کتاب سے دکھلاتے ہیں۔ کہ نہ صرف انسان کا آتما انسان سے انسان میں جاتا ہے۔ بلکہ بندر سؤر میں بھی چلا جاتا ہے۔ آپ جسقدر چاہیں۔ اعتراض کریں۔ مگر تناسخ کی یہ تعریف ہے کہ جیو کا ایک جسم سے نکل کر دوسرے جسم میں جانا۔ اس پر آپنے کوئی اعتراض نہیں کیا؂

میر صاحب۔ ابھی تو تار آ رہا ہوں کا ابھی سے شور مچا لوں کا تماشا دیکھتے جاؤ ذرا تم ان کی چالوں کا

یہ مانا تم بڑے پنڈت ہو اور جادو بیاں بھی ہو
جواب آساں نہیں پنڈت۔ مگر میرے سوالوں کا۔

مہاشہ جی میں پھر کہتا ہوں کہ آپ نے میری دلیل کو سمجھا نہیں۔ یا سمجھ کر دیدہ دانستہ گریز کیا ہے۔ میں نے یہ نہیں کہا۔ کہ جو چیز کسی چیز سے پہلے ہوتی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ پہلے ہونے کی وجہ سے ذی روح نہیں ہوتی۔ بلکہ میں نے تو کھول کر بتا دیا تھا۔ کہ وہ چیزیں جو مدار زندگی ہیں اور جن میں سے کسی ایک کے بغیر بھی کوئی جاندار زندہ نہیں رہ سکتا۔ وہ کرموں انوسار نہیں ہو سکتیں کیونکہ جن چیزوں پر زندگی کا مدار ہے۔ وہ اگر جانداروں سے پہلے موجود نہ ہوں۔ تو کوئی جاندار زندہ نہیں رہ سکتا لیکن اگر رشی منی اور نبی پہلے نہ ہوں۔ تو ہماری زندگی قائم رہ سکتی ہے۔ پھر یہ بھی غلط ہے۔ کہ بچہ کے لیئے ماں اور باپ مدار زندگی ہیں۔ کئی بچے ایسے ہوتے ہیں۔ کہ انکے پیدا ہونے سے بھی پہلے ان کا باپ مرجاتا ہے۔ لیکن وہ زندہ ہی رہتے ہیں۔ پھر کئی ایسے ہوتے ہیں جنکے پیدا ہونے کے بعد ان کی ماں مرجاتی ہے۔ اور وہ بھی زندہ رہتے ہیں۔ اگر مہاشہ جی نے مدار زندگی کا یہی مطلب سمجھا ہے۔ جسکو بیان کیا ہے۔ تو میں ان کی قابلیت کی داد دیتا ہوں۔ اب پھر سن لیں۔ اور خوب سُن لیں۔ کہ مدار زندگی وہ چیزیں ہوتی ہیں۔ کہ جن کے نہ ہونے سے کوئی زندہ نہ رہ سکے۔ مثلاً ہوا ہے۔ اگر ایک منٹ ہوا نہ رہے تو کوئی زندہ نہیں رہ سکتا۔ جن کو مہاشہ جی نے مدار زندگی کے طور پر پیش کیا ہے۔ وہ ہرگز مدار زندگی نہیں ہیں۔ دیکھیئے اسوقت کوئی نبی نہیں ہے اور ہم زندہ ہیں۔ کوئی رشی نہیں ہے۔ اور ہم زندہ ہیں۔ پھر یہ کس طرح مدار زندگی ہو سکتے ہیں۔ مدار زندگی چاند سورج۔ ہوا۔ پانی۔ زمین وغیرہ ہیں۔ اب آپ بتلائیں کہ کس روح نے کونسا عمل کیا تھا۔ کہ پانی بن گئی۔ اور کس روح نے کونسا عمل کیا تھا۔ کہ ہوا بن گئی۔ اسی طرح سب کے متعلق بتائیں۔ لیکن آپ یہ نہیں بتا سکتے۔ بلکہ آپ تو مانتے ہیں۔ کہ یہ چیزیں بلا کرموں کے بنی ہیں۔ اور جب بلا کرموں کے بنی ہیں۔ تو آپ کو یہ بھی ماننا پڑیگا کہ ذی روح چیزوں سے پہلے بنائی گئی ہیں۔ تا کہ ذی روح چیزوں کے قیام کا باعث ہو سکیں۔ انہی چیزوں میں نباتات بھی ہے۔ وہ بھی بغیر کرموں کے نتیجہ کے بنی ہے۔ اگر نباتات اس طرح نہیں بنی۔ تو کیا جو وقت انسانوں نے ایسے عمل نہ کیئے تھے۔ جن کے بدلہ میں ان کو نباتات بنایا گیا اسوقت لوگ پتھر اور مٹی کھا کر زندہ رہا کرتے تھے۔ نہیں بلکہ نباتات ہی کھاتے تھے اور یہ انکی پیدائش سے پہلے بنائی گئی۔ نہ کہ ان کے کرموں کی وجہ سے بنی +

مہاشہ جی بڑے زور سے کہتے ہیں۔ کہ میں نے قرآن سے تناسخ کا ثبوت دیدیا ہے۔ اور اس کے لیئے کونواقس دۃ خاسئین پیش کرتے ہیں۔ لیکن میں کہتا ہوں۔ کہ آپ آواگون کی جو تعریف کرتے ہیں۔ کہ نطفہ کے ذریعہ پیٹ میں داخل ہو کر پیدا ہونا یہ اگر اس آیت پر صادق کر دیں۔ تو میں اسی وقت آریہ ہونے کو تیار ہوں۔ اور میں چیلنج دیتا ہوں۔ کہ وہ اسکے لیئے تیار ہوں۔ لیکن مہاشہ جی یاد رکھیں۔ یہ وہ باتیں نہیں جو آج ہمارے کان میں پڑی ہوں۔ بلکہ مدت سے آریہ صاحبان کے مُنہ سے سُن رہے ہیں۔ آپ تو آیت کو ہی صحیح نہیں پڑھ سکتے۔ اس سے تناسخ کا ثبوت دینا تو بہت بڑی بات ہے۔ آپ اوّل تناسخ کی تعریف کریں۔ اور پھر اس پر چسپاں کر کے دکھائیں۔ صرف آیت پڑھ دینے اور وہ بھی غلط پڑھنے سے کیا فائدہ +

مہاشہ جی یہ ابھی اقرار کرتے تھے ابھی انکار کرتے ہیں
قربان اس زبان پر جو زباں نہیں

آپ کہتے ہیں۔ زندگی کا مدار رشی منی اور نبی نہیں۔ بہت اچھی بات ہے۔ مگر اب اعتراض ہے کہ پھر انکے آنے کی کیا ضرورت تھی آنکھوں سے دیکھنے کیلیئے سورج کی ضرورت ہے۔ اسی طرح عقل کے لیئے رشیوں اور نبیوں کی ضرورت ہے۔ اور انکے آنے کی ضرورت زندگی کے لیئے ہے +

آپ کہتے ہیں۔ غلہ اگر کرموں کے نتیجہ میں بنتا ہے۔ تو جب ایسے کرم نہیں تھے۔ کہ غلہ بنے اسوقت لوگ کیا کھایا کرتے تھے۔ آپ کو یاد ہے۔ کہ ہم یہ مانتے ہیں۔ کہ خدا ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہیگا اور جب سے ہے اسی وقت سے دنیا بناتا آیا ہے۔ اور جب تک رہیگا بناتا رہیگا۔ اب جس طرح رات ہے پھر دن ہوگا پھر رات ہوگی پھر دن اسی طرح سرشٹی ہے۔ اور اسکو ہم پرواہ سے انادی مانتے ہیں۔ اور اس کا آغاز نہیں مانتے۔ آپ یہ سمجھتے ہیں۔ کہ یہی دنیا خدا نے بنائی ہے۔ اس سے پہلے یونہی بیٹھا ہوا تھا۔ کہتے ہیں۔ باپ بیٹے کیلیئے مدار زندگی نہیں۔ لیکن اگر باپ نہ ہو۔ تو بیٹا کس طرح پیدا ہو۔ جب تک باپ نہ ہو کوئی بیٹا پیدا نہیں ہو سکتا۔ کہتے ہیں تم آیت غلط پڑھتے ہو۔ مجھے صحیح پڑھنے کا دعویٰ نہیں۔ لیکن جن کی مادری زبان ہے۔ ان کی بھی غلطیاں نکالی جاتی ہیں۔ ابھی تھوڑا ہی عرصہ ہوا ایڈیٹر صاحب الفضل نے اخبار میں مولوی ثناء اللہ کو لکھا تھا کہ ہمارے سامنے ایک ہی آیت صحیح پڑھ دو۔ {بالکل غلط۔ الفضل میں کبھی یہ نہیں لکھا گیا (ایڈیٹر)}

میر صاحب۔ دوستو اب کے مہاشہ جی نے بہت زور لگایا ہے۔ اور رشیوں اور نبیوں کا آنا عقل کے لیئے اور آنکھوں کے لیئے سورج کا ہونا بتایا ہے۔ لیکن یہ سب کچھ

من چہ گوئم و طنبورہ من چہ سے سرائد کا مصداق ہے

میں مدار زندگی چیزوں کو پیش کرتا ہوں۔ اور مہاشہ جی اسکے مقابلہ میں ایسے نام پیش کرتے ہیں جو مدار زندگی نہیں مہاشہ جی مانتے ہیں۔ کہ اس وقت دنیا میں کوئی رشی نہیں مگر وہ زندہ ہیں۔ اسی طرح میں مانتا ہوں۔ کہ اسوقت کوئی نبی نہیں ہے۔ مگر میں زندہ ہوں۔ پھر یہ مدار زندگی کیونکر ہوئے۔ لیکن اگر ہوا یا پانی یا سورج یا زمین یا غلہ نہ ہو۔ تو پھر میں جانوں کہ کوئی کیونکر زندہ رہ سکتا ہے +

ہم خدا تعالیٰ کو رب العالمین مانتے ہیں۔ لیکن موجودہ دنیا کا سلسلہ ابدی نہیں مانتے۔ اور ہماری طرف سے جو گفتگو کرنے کے متعلق رقعہ آیا تھا۔ اس میں ایک یہ مسئلہ بھی رکھدیا گیا تھا۔ کہ کیا دنیا کا سلسلہ ابدی ہے اسپر گفتگو کرنے کے لیئے بھی میں تیار ہوں۔ آپ میرے اس سوال کا جواب دیں۔ کہ جب باقی سب چیزیں جو مدار زندگی ہیں کرموں انوسار نہیں تو نباتات کہ وہ بھی مدار زندگی

ہے۔ وہ کیوں کرموں انوسار ہے۔ جب اور کسی عمل کے نتیجہ میں نہیں تو اسے بھی نہیں ہونا چاہیئے۔ اور واقعہ میں نہیں ہے۔ اسلیئے تناسخ باطل ہوگیا۔ کیونکہ نباتات اعمال کے نتیجہ میں نہیں بنی ؛

اب مَیں دوسری دلیل بیان کرونگا۔ کہا جاتا ہے۔ کہ دنیا میں جسقدر اختلاف پایا جاتا ہے۔ یہ تناسخ کی وجہ سے ہے۔ ورنہ کیا وجہ ہے۔ کہ ایک کو اندھا بنایا جاتا ہے۔ اور دوسرے کو آنکھوں والا۔ ایک کو امیر بنایا جاتا ہے۔ اور دوسرے کو غریب اگر یہ نہ مانیں کہ انکے کوئی پہلے اعمال ایسے تھے۔ جن کی وجہ سے ایسا کیا گیا ہے۔ تو پرمیشور ظالم ٹھیرتا ہے۔ اسلیئے یہ پہلے کرموں کے نتیجہ میں ہی ہوتا ہے۔ یہ ہے کل سرسبد تناسخ کے ماننے والوں کا یہاں تک بیان کرنے کے بعد وقت ختم ہوگیا۔ اور میر صاحب بیٹھ گئے)

مہاشہ جی۔ مولوی صاحب نے جو دلیل بیان کی ہے یہ تو تناسخ کے سدھ کرنے کے لیئے ہے۔ ایک امیر کے گھر پیدا ہوتا ہے۔ اور دوسرا غریب کے اب سوال ہے کہ ایسا ہونے کی کیا وجہ ہے۔ آپ کہیں گے کہ جسکی روح نیک اعمال کرنے والی تھی۔ اسکو اسکے نتیجہ میں امیر کے گھر پیدا کیا گیا۔ اور جسکی روح بُرے اعمال کرنے والی تھی۔ اسکو غریب کے گھر پیدا کیا گیا۔ اسپر سوال ہوگا کہ کیا روح نے بغیر جسم اچھے یا بُرے عمل کیئے تھے۔ اگر بلا جسم کہو تو یہ محال ہے۔ اور اگر جسم سے کیئے۔ پھر اس کا دوسرے جسم میں آنا ہی تناسخ ہے ؛

آپنے مدار زندگی کی یہی تعریف کی ہے۔ اور مَیں نے آپکے الفاظ لکھ لیئے ہیں۔ کہ جس کے ہونے سے ہو۔ اور جس کے نہ ہونے سے نہ ہو۔ پھر آپ کہتے ہیں باپ مدار زندگی نہیں اس طرح تو آپ کی تعریف ٹھیک نہیں آتی ؛

میر صاحب۔ مَیں نے تناسخ کے ماننے والوں کی طرف سے تناسخ کی تائید میں جو دلیل پیش کی تھی اور وقت کے ختم ہوجانے کی وجہ سے اس کا رد نہیں کرسکا تھا۔ اس کے متعلق مہاشہ جی نے سمجھ لیا ہے کہ مَیں نے اپنی تائید میں پیش کی ہے۔ واہ مہاشہ جی۔ مَیں ابھی بتاؤں گا۔ کہ اسے مَیں نے کیوں پیش کیا تھا ہاں مہاشہ جی نے کہا ہے۔ کہ مدار زندگی کی جو تعریف تم نے کی ہے۔ مَیں نے اسکے الفاظ لکھ لیئے ہیں۔ کہ جس کے ہونے سے ہو اور جس کے نہ ہونے سے نہ ہو۔ مجھے نہیں یاد پڑتا کہ میرے مُنہ سے یہ الفاظ نکلے ہوں اور امید ہے۔ کہ سامعین میں سے بھی سوائے مہاشہ جی کے اور کسی نے یہ الفاظ نہیں سُنے ہونگے۔ اب چونکہ مہاشہ جی کی حالت یہاں تک پہنچ گئی ہے۔ اسلیئے مَیں اسکو یہیں چھوڑتا ہوں۔ اور پہلی تقریر کو پورا کرتا ہوں۔ تناسخ کے ماننے والے کہتے ہیں۔ کہ اگر دنیا کا اختلاف تناسخ کے رو سے نہ مانا جائے۔ تو پرمیشور پر ظلم کا الزام آتا ہے۔ ایک قصہ مشہور ہے کہ تین اندھے ہاتھی کو دیکھنے گئے۔ ایک نے ہاتھی کے کان کو ہی ہاتھ لگائے تھے۔ وہ کہنے لگا۔ کہ ہاتھی بڑے چھاج کی طرح ہوتا ہے۔ دوسرے نے اسکی ٹانگ کو چھوا تھا۔ اس نے کہا بڑے موٹے درخت یا ستون کی طرح ہوتا ہے۔ تیسرے نے دُم کو چھوا تھا اس نے کہا پتلا سانپ کی طرح ہوتا ہے۔ یہی حال تناسخ کے ماننے والوں کا ہے۔ جب انہیں معلوم نہ ہُوا کہ دنیا میں اختلاف کیوں ہے۔ تو انہوں نے قیاس کرلیا۔ ایسا ہوگا۔ لیکن مَیں پوچھتا ہوں۔ کہ اگر اختلاف تناسخ کی وجہ سے ہے۔ تو معدنیات میں جو اختلاف ہے وہ کس لیئے ہے۔ دیکھیئے ایک ہیرے کی کتنی قیمت ہوتی ہے۔ اور سنگ خارا کس قیمت پر بکتا ہے ان میں اختلاف کی کیا وجہ ہے۔ کونسے وہ عمل تھے جن کی وجہ سے سنگ خارا بنا۔ اسی طرح نباتات میں اختلاف ہے۔ ایک چنے اور رنگ کے ہوتے ہیں۔ اور دوسرے سفید - پھر حیوانات میں بھی اختلاف ہے۔ ایک ملک کی بکری بہت چھوٹی اور بدصورت ہوتی ہے۔ اور دوسرے ملک کی بڑی اور خوبصورت کیا یہ سب تناسخ کی وجہ سے ہے۔ پس جب ان تین قسموں میں تناسخ نہیں۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ انسانی اختلاف میں تناسخ مانا جائے۔ پھر دیکھیئے یورپ میں سب گورے رنگ کے پیدا ہوتے ہیں۔ اور حبش میں کالے۔ حبشیوں نے کونسا جرم کیا تھا۔ کہ انکو سیاہ رنگ کے بنا دیا گیا۔ اور یورپ والوں نے کونسا نیک عمل کیا تھا۔ کہ گورے رنگ کے بنا دیئے گئے۔ پس ثابت ہُوا۔ کہ اختلاف تناسخ کی وجہ سے نہیں۔ بلکہ قانون قدرت کے ماتحت ہے۔ اور یہ بھی دیکھا جاتا ہے۔ کہ بعض امیروں کے ہاں پیدا ہوتے ہیں۔ مگر بعد میں غریب ہوجاتے۔ بعض غریبوں کے ہاں پیدا ہوتے ہیں۔ اور امیر بنجاتے ہیں ؛

مہاشہ جی۔ ہیرا اگر بڑی قیمت پاتا ہے اور سنگ خارا تھوڑی تو دونوں پتھر کے ٹکڑے ہیں۔ اور انہیں ہم جیو مانتے ہی نہیں۔ پھر انکے ذکر کرنے کا کیا فائدہ۔ اگر ایک ملک کی بکری بڑے قد کی ہوتی ہے۔ اور دوسرے کی چھوٹے قد کی۔ یا یورپ کے لوگ گورے ہوتے ہیں اور حبش کے کالے۔ تو یہ آب ہُوا کا اثر ہے۔ جہاں سورج کی گرمی زیادہ ہوتی ہے۔ وہاں کے لوگ کالے رنگ کے ہوتے ہیں۔ اور جہاں کم وہاں کے گورے۔ اسکے سوا اور کوئی وجہ نہیں ہے ؛

یہاں تک گفتگو ہوچکی تھی۔ کہ وقت ختم ہوگیا اور جلسہ برخاست ہُوا ؛

انوار خلافت

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے سالانہ جلسہ ۱۹۱۵ء پر اسمہٗ احمد کے متعلق جو تقریر فرمائی۔ وہ حضور کی دوسری تقریروں کے ساتھ چھپکر تیار ہوگئی ہے۔ اس تقریر میں تمام دنیا کے عالموں اور فاضلوں کو چیلنج دیا گیا ہے۔ اسمیں حضرت مسیح موعود کا نام احمد ہونے کے متعلق بڑے زبردست دلائل دیئے گئے ہیں جن کا توڑنا ناممکن ہے ہر ایک احمدی کو یہ دلائل ازبر یاد ہونے چاہیئیں۔ یہ تقریروں کا مجموعہ بنام انوار خلافت ۲۰×۲۶ کے ۱۸۴ صفحوں پر مشتمل ہے۔ دوسری تقریریں بھی بیش بہا معارف اور نکات کا مجموعہ ہے۔ کاغذ۔ لکھائی۔ چھپائی عمدہ۔ قیمت صرف ۱۲؍

(منیجر الفضل قادیان)

انجمن احمدیہ فیروزپور کی سالانہ رپورٹ

صدر انجمن احمدیہ و انجمنہائے ماتحت کا مالی سال یکم اکتوبر سے لیکر ۳۰ ستمبر تک ختم ہوا کرتا ہے۔ خلافتِ اولیٰ کے عہد میں اکتوبر کے چڑھنے پر صدر انجمن احمدیہ ہر ماتحت انجمن سے سالانہ رپورٹ طلب کیا کرتی تھی۔ جسمیں تمام ضروری امور کے متعلق اطلاع ہوتی تھی۔ ان رپورٹوں کے منگوانے میں بہت فائدے تھے۔ (اول) یہ کہ رپورٹ تیار کرنے میں انجمن ہائے ماتحت کو اپنی تمام سال کی کارگذاری پر نظر ڈالنے کا موقعہ ملتا تھا۔ نقصوں اور فروگذاشتوں کا اعتراف کرنے میں آئندہ انکی تلافی کا عزم پیدا ہوتا تھا۔ اور انکو اس بات کا علم ہوتا تھا۔ کہ آئندہ کس کس بات کی طرف زیادہ توجہ دینا ضروری ہے (دوم) ان رپورٹوں کے آنے پر جو رقمیں خزانہ صدر انجمن میں داخل شدہ بیان کیجاتی تھیں۔ انکی پڑتال صدر انجمن کے رجسٹروں سے کیجاتی تھی۔ اور جو فرق نکلے اسکی درستی کی جاتی تھی۔ (سوئم) ان سے صدر انجمن احمدیہ کو اپنی رپورٹ مرتب کرنے میں مدد ملتی تھی۔ اور جماعت کی عام حالت کا اندازہ ہوجاتا تھا۔ (چہارم) انکو صدر انجمن کی رپورٹ کے ساتھ شامل کرکے چھاپ دینے سے یہ فائدہ ہوتا تھا۔ کہ ہر ایک انجمن دوسری انجمنوں کی کارگذاری سے مطلع ہوکر انمیں سے بعض باتوں سے فائدہ اُٹھا سکتی تھی۔ مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ خلافت ثانیہ کے عہد میں جہاں اور پہلو میں ترقی ہوئی ہے وہاں اس معاملہ میں صدر انجمن احمدیہ نے کچھ کم توجہی روا رکھی جاتی ہے۔ جو بہت افسوسناک بات ہے۔ امید ہے کہ گذشتہ سالہا کی رپورٹ صدر انجمن بہت جلدی شائع کرنے کی کوشش کریگی۔ رپورٹوں کا اخبارات میں چھپ جانا بھی ایک حد تک مفید ہے۔ اس لئے ضلع فیروزپور کی رپورٹ ایڈیٹر صاحب الفضل کیخدمت میں برائے اشاعت روانہ کرتا ہوں۔

انجمن فیروزپور ضلع کی انجمن ہے۔ اور اس کے ساتھ مفصلات کی مندرجہ ذیل انجمنیں ملحق ہیں۔ زیرہ موگہ۔ فرید کوٹ۔

اسکے علاوہ ضلع لاہور کی چند مذکورہ ذیل جماعتیں پہلے پہل خلافت اولیٰ کے زمانہ میں ہمارے ساتھ شامل ہوئی تھیں۔ اور اب تک ہمارے ساتھ ملحق ہیں۔ کھیمکرن۔ قصور۔ لدھیکے۔

ہمارے ہاں بعض دیگر اضلاع کی طرح یہ شکایت نہیں کہ کوئی ماتحت انجمن یا کوئی فرد بھی اپنا چندہ براہ راست صدر انجمن کو بھیجتے ہوں۔ جہاں جہاں یہ نقص ہے وہاں اسکی وجہ میری رائے میں ایک طرف انجمن ضلع کی کمزوری اور دوسری طرف انجمنہائے ماتحت کا مرکز سے براہ راست تعلق جوڑنے کی خواہش ہوتی ہے جو خلاف قاعدہ ہے۔ صدر انجمن کو اس نقص کے رفع کرنیکی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔

ہمارے ہاں لازمی متعینہ چندہ بہت باقاعدگی کے ساتھ ادا کیا جاتا ہے۔ اکثر ملازمت پیشہ دوست اس۔ قرض سے ہر مہینے سبکدوش ہوجاتے ہیں۔ اور کوشش کیجاتی ہے۔ کہ کسی دوست کی طرف بقایا نہ رہ جائے۔ کیونکہ چند ماہ کا چندہ جمع ہوجانے پر اسکا بعد میں ادا کیا جانا بہت مشکل ہوتا ہے۔ زمیندار دوستوں میں سے بھی اکثر مہینے کے مہینے ادا کردیتے ہیں۔ بعض دوست فصلوں کے موقعہ پر اپنے چندے دیتے ہیں۔ غرض تمام جماعت اس صیغے میں اپنے فرض کو کما حقہ سمجھتی ہے۔ اور ہر جگہ کے محصل ہوشیاری سے کام کرتے ہیں۔ اور وصولی کے لیئے بہت تھوڑا تقاضا کرنا پڑتا ہے۔ مگر خاص چندوں کی ادائیگی میں یہ بات نہیں پائی جاتی۔ ایسے چندوں کے دینے میں دوستوں کو مشکل پیش آتی ہے۔ اور افسوس کے ساتھ اقرار کرنا پڑتا ہے۔ کہ بقایا رہ جاتے ہیں۔ اس کی ایک وجہ قحط سالی۔ اور تمام ضروریات کی گرانی ہے۔ عمومیت کے طور پر یہ کہا جاسکتا ہے۔ کہ ہماری جماعت کے افراد میں سے کوئی خال خال ہونگے۔ جو اپنی آمد سے کوئی حصہ پس انداز کرتے ہوں۔ ورنہ چندے کی رقوم شامل کرکے آمد و خرچ قریباً برابر ہوجاتے ہیں۔

ہاں یہ امر بھی قابل ذکر ہے۔ کہ مردوں کے علاوہ خاتونان جماعت بھی نہ صرف ماہواری چندوں بلکہ تمام خاص چندوں میں بھی اپنی اپنی توفیق کے مطابق نہایت فراخدلی کے ساتھ حصہ لیتی ہیں۔

ہمارے ہاں اقل شرح چندہ آمد پر ساڑھے تین پیسے فی روپیہ ماہوار ہے۔ اس میں سے دو پیسے فی روپیہ تو صدر انجمن کے خزانے میں داخل کیئے جاتے ہیں۔ ایک پیسہ فی روپیہ ترقی اسلام اور نصف پیسہ ضروریات مقامی کے لیئے رکھا جاتا ہے۔ یہاں آٹا فنڈ کا وجود نہیں۔ مگر خاص تقریبوں پر مثلاً بیاہ شادی۔ تولد۔ ترقی تنخواہ۔ ختنہ وغیرہ کے موقعوں پر خاص عطیے حاصل کیئے جاتے ہیں۔ اور جو رقم اس طریق سے وصول ہوتی ہے۔ اسکو یا تو مدرسہ احمدیہ یا ترقی اسلام میں داخل کردیا جاتا ہے۔ ضعفاء کی مد کا چندہ ہر مہینے دوسرے چندوں سے الگ وصول کیا جاتا ہے۔ اور ماہ بماہ صدر انجمن کو بھیج دیا جاتا ہے۔

سال زیر رپورٹ میں جو رقم بطور چندہ وصول ہوکر خزانہ صدر انجمن میں داخل کی گئی۔ اس کی میزان ۱۹۶۸ روپے تھی۔ سال ماقبل میں اسکے مقابل کی میزان ۲۰۹۳ روپے تھی۔ اس کمی کی وجہ یہ ہے کہ جہاں سال ماقبل کی رقم میں ایک رقم ۵۶۸ روپے کی بطور خاص چندہ شامل تھی۔ سال زیر رپورٹ میں اس قسم کا خاص چندہ صرف ۱۶۹ روپے ہوا۔ اور منارۃ المسیح کی مد میں۔ ۲۷۵ کی رقم جمع کی گئی۔ ان رقموں کے منہا کرنے کے بعد دونوں سالوں کے معمولی چندوں کی آمد۔ ۱۵۲۵ — ۱۵۲۷ ہوئی جو قریباً برابر ہے۔ سال زیر رپورٹ میں چالیس روپیہ کا اضافہ وصایا میں ہوا۔ اور ۳۵ روپیہ (۳۵) کی کمی ترقی اسلام کی مد میں ہوئی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ سنہ ۱۹۱۴-۱۵ء میں ایکسو روپیہ کی رقم اس مد میں ایک دوست کی طرف سے خاص چندہ تھا۔ تو گویا ماہوار اور مستقل آمد میں اس مد کے ماتحت ۶۵ روپیہ کا اضافہ ہوا۔

صدر انجمن کو قرضہ سے سبکدوش کرنیکی غرض سے جو رقمیں انجمنوں کے ذمہ لگائی گئی تھیں - ان میں پانچسو کی رقم ضلع فیروزپور کے حصے میں مقرر کی گئی تھی - یہ امر نہایت قابل افسوس ہے - کہ باوجود جدوجہد کے اس مد کی وصولی تمام سال میں صرف ۱۶۶ روپے تک پہنچ سکی - البتہ یکم اکتوبر سے اب تک (۹۶) روپیہ کی مزید رقم اس مد میں وصول ہوئی ہے - جس سے وصول شدہ رقم کی کل میزان ۲۶۲ روپے ہوئی ؎

چندہ مقامی ضروریات کی آمد و خرچ حسب تفصیل ذیل ہوئی

بقایا سال گذشتہ	۱۵۸ - ۲ - ۹
آمد سال زیر رپورٹ	۱۸۶ - ۱۰ - ۳
میزان	۳۴۴ - ۱۳ - ۰
خرچ سال زیر رپورٹ	۲۱۴ - ۲ - ۶
بقایا جو ۳۰ - ستمبر ۱۹۱۶ء کو ہاتھ میں تھا	۱۳۰ - ۱۰ - ۶
	۳۴۴ - ۱۳ - ۰

سال زیر رپورٹ میں مندرجہ ذیل افراد نے ایک ایک سو روپیہ سے زائد رقوم بطور چندہ ادا کیں -

خاکسار راقم ۳۱۳ - ۴ - ۰
میاں محمد امیر صاحب ۱۰۶ - ۱۴ - ۰

اس سال منارۃ المسیح کی مد میں مندرجہ ذیل چندہ ادا کیا گیا
ملک محمد حیات خانصاحب سب انسپکٹر پولیس زیرہ ما؍
مسمات عمر بی بی زوجہ مستری علی بخش صاحب فرید کوٹ ماہ
بابو محمد عبد اللہ صاحب - کلرک ارسنل فیروزپور نے ما؍ کا وعدہ کیا - جس میں سے مبلغ ؏ ادا کر چکے ہیں - ؏ باقی ہیں ؎
خاکسار اور اسکی اہلیہ کیطرف سے اس میں ؏ ادا کئے جا چکے ہیں ؏ ابھی باقی ہیں

انجمن ہذا نے کوئی جائداد منقولہ یا غیر منقولہ اس سال میں پیدا نہیں کی ؎

تعداد مبایعین ۲۵۰ ہے - ۷ افراد کی زیادتی تبادلہ کے ذریعے ہوئی ؎

انجمن ہذا کی ایک لائبریری ہے - جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصانیف کے علاوہ دیگر بزرگان سلسلہ کی تصانیف بھی موجود ہیں لائبریری کا چندہ ضروریات مقامی کے چندہ سے علیحدہ وصول کیا جاتا ہے - لائبریری کا مکان ایک چوراستہ پر واقعہ ہے اس مکان میں خاکسار تقریباً ہر روز درس قرآن مجید دیتا ہے - اور ایک درس اپنے مکان پر مستورات میں دیا جاتا ہے - اس سال مشکوٰۃ شریف کا درس بھی جاری کیا گیا - مگر افسوس کہ ماہ رمضان کے بعد رک گیا - اب پھر خدا کے فضل سے نئے سرے جاری ہو گیا ہے

انجمن کے خاص و عام جلسے سال حال میں ۲۵ ہوئے - سال گذشتہ کی نسبت ۲۲ کی زیادتی ہوئی - ان جلسوں میں مستورات کی شمولیت کا بھی انتظام ہوتا ہے - جس کی وجہ سے حاضرات کو عام حالات سلسلہ سے آگاہی حاصل ہوتی ہے - اور سلسلہ کے ساتھ خاص دلچسپی پیدا ہوتی ہے - جنوری سے جولائی ۱۹۱۶ء تک جماعت میں تبلیغ کے لیئے خاص کوششیں ہوتی رہیں - اس غرض کے لیئے تین تین دوستوں کی جماعتیں بنی ہوئی تھیں - اور وہ اپنی کارگذاری کی رپورٹ جلسہ میں سنایا کرتے تھے ؎

ہماری جماعت کے پاس شہر میں ایک فراخ مسجد ہے - جو ایک وسیع الحوصلہ غیر احمدی منشی کرم الٰہی صاحب رئیس نے ہمیں ۱۹۰۹ء میں دی تھی - یہ مسجد سالہا سال سے غیر آباد تھی - اور اس کے متولیوں نے اسکے آباد کرنے کی بہت کوشش کی - مگر کامیاب نہ ہوئے - آخر ہماری درخواست پر انہوں نے اس مسجد کو جماعت احمدیہ کے حوالہ کر دیا - اسوقت سے لیکر گویا مسجد کی کایا پلٹ گئی - اب بعلم میں تمام شہر کی مسجدوں میں سے یہ مسجد ماشاء اللہ زیادہ آباد ہوتی ہے - بہت دوست سب نمازوں میں حاضر ہوتے ہیں - نماز جمعہ میں اکثر اور نماز فجر میں بعض خاتونیں بھی شامل ہوتی ہیں - نماز عید ہماری جماعت کئی سالوں سے باہر میدان میں ادا کیا کرتی ہے - جس میں مرد و عورتیں سب شریک ہوتے ہیں - عورتوں کیلئے پردوں کی چار دیواری بنا دی جایا کرتی ہے ؎

ترجمۃ القرآن انگریزی کے متعلق ہماری جماعت نے پچاس کاپیوں کے تقسیم کرنیکا وعدہ کیا تھا - مگر الحمد للہ آجتک یہاں ۱۹ کاپیاں فروخت ہو چکی ہیں - جن میں سے تین کاپیاں قسم دوم کی قیمتی عہ روپیہ فی کاپی تھیں - اور ابھی خدا کے فضل سے سلسلہ جاری ہے - اس مہینے میں مرزا ناصر علیصاحب اور پیر اکبر علیصاحب وکلاء کی امداد خاص طور پر قابل ذکر ہے ان دوستوں کے ذریعے بہت سی کاپیاں وکالت پیشہ اصحاب کو دی گئیں - اللہ تعالیٰ انکو جزا خیر دے - ہمارے تجربہ میں جن لوگوں نے انگریزی ترجمۃ القرآن کے نسخے خریدے - انمیں سے نوے فیصدی ایسے ہونگے - جنہوں نے صرف ذاتی لحاظ کی وجہ سے انکو لے لیا - ورنہ دراصل مذہبی تحقیق اور مطالعہ کا شوق قریباً بالکل مفقود ہے - اسکے علاوہ ترجمۃ القرآن اردو کی ایک سو تیرہ (۱۱۳) کاپیاں تقسیم کی گئیں ؎

سلسلہ کے کاموں میں خاص طور پر دلچسپی لینے والے ہماری جماعت میں منشی علی محمد صاحب کلرک قلعہ میگزین ہیں - جو یہاں فیروزپور میں نائب سکرٹری اور نائب امام الصلوٰۃ ہیں - اور جو کام بھی انکی قابلیت کے اندر ہو - اسکو کرنیکے لیئے ہر وقت تیار ہوتے ہیں - اور اپنی مستعدی - تقویٰ اور اخلاص کے لحاظ سے نہایت قابل قدر اور قابل تقلید نمونہ ہیں ؎

واخر دعونا ان الحمد للہ رب العلمین

فرزند علی سکرٹری

انجمن ہائے ریاست پٹیالہ کو اطلاع

مجلس معتمدین صدر انجمن احمدیہ قادیان نے بذریعہ ریزولیوشن نمبر ۶۳ مورخہ ۲۵ - مارچ ۱۹۱۷ء انجمن احمدیہ سنور کو ریاست پٹیالہ کے متعلق انجمن ضلع قرار دیا ہے - لہٰذا سکرٹریان انجمن ہائے ریاست پٹیالہ کو اطلاع دیجاتی ہے - کہ وہ اپنے چندے اب انجمن ضلع سنور کی معرفت خزانہ صدر انجمن میں ارسال کیا کریں ؎

سیکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان

احمدیہ کانفرنس کی کارروائی

الحمد للہ کہ ۷-۸-۹ - اپریل ۱۹۱۴ء کو احمدیہ کانفرنس کے اجلاس نہایت خیر و خوبی کے ساتھ انجام پذیر ہوئے کانفرنس میں شامل ہونے والے اکثر احباب ۶ - تاریخ بروز جمعہ یہاں پہنچ گئے تھے اور کچھ دوسرے دن تشریف لے آئے ۷ - تاریخ سوا نو بجے تعلیم الاسلام ہائی سکول کے ہال میں جہاں عوام کے لئے ایک طرف اور اہل مشورہ کے لئے دوسری طرف نشستوں کا انتظام کیا گیا تھا۔ ... ... بموجودگی حضرت خلیفۃ المسیح ثانی اجلاس شروع ہوا جماعت قادیان کے سکرٹری اور پریزیڈنٹ صاحب کے علاوہ جن اصحاب کو بحکم حضرت خلیفۃ المسیح شامل مشورت کیا گیا تھا۔ ہر ایک معاملہ کے متعلق ہر ایک شخص کے لئے بولنے کی اجازت تھی لیکن ووٹ شماری کے لحاظ سے عوام کا عدم وجود برابر تھا۔ صرف ووٹ بیرونی انجمنوں کے قائم مقاموں اور منتخب شدہ احباب کے قابل شمار تھے اگرچہ ایسا موقعہ کسی اجلاس میں بھی نہیں آیا۔

جناب حافظ خلیفہ رشید الدین صاحب کے سورہ دہر کی تلاوت کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے سورہ احزاب کا دوسرا رکوع تلاوت فرما کر افتتاحی تقریر شروع فرمائی اور حاضرین کو ان بیش بہا نصائح سے مستفیض فرمایا جو اس موقعہ کے لئے ضروری اور لازمی تھیں یہ تقریر تمام و کمال انشاء اللہ کسی اگلے پرچہ میں ہدیہ ناظرین کی جائے گی تاکہ آئندہ ایسے مواقعہ پر راہ نمائی کا موجب ہو سکے۔ اس تقریر کے ساتھ ہی حضور نے کچھ ایسی تجاویز بھی پیش فرمائیں جو کانفرنس کے ایجنڈہ میں درج نہ ہو سکی تھیں۔ اور فرمایا کہ ان پر بھی احباب انہی ایام میں غور کر کے مشورہ دیں۔

اسکے بعد شیخ یعقوب علی صاحب نے احمدیہ کانفرنس کی ابتدا سے لیکر اسوقت تک کی حالت کو پیش کیا اور بتایا کہ کن کن مشکلات اور موانع کو طے کر کے خدا کے فضل و کرم سے آج وہ دن نصیب ہوا ہے جس میں احمدیہ کانفرنس کا اجلاس اپنے صحیح معنوں میں ہو رہا ہے۔ اسکے بعد پہلا ریزولیوشن احمدیہ کالج کے متعلق ان الفاظ پیش کیا گیا کہ

تجویز سکرٹری صدر انجمن کہ احمدیہ کالج قائم کرنیکا ریزولیوشن پاس کیا جائے اور اسکے لئے سردست ایک فنڈ قائم کیا جائے جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح علیہ السلام نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عہد سعادت میں جاری کیا تھا ہر احمدی ا ماہوار دے اور یہ چندہ بطور مستقل سرمایہ کالج اتنا جمع رہے کہ کالج کی اغراض کے سوا اور کہیں خرچ نہ ہو۔

اس کے متعلق مختلف احباب نے مختلف تجاویز اور طریق پیش کئے اور مختلف آراء کا اظہار کیا گیا لیکن اس اظہار رائے نے ایسی پیچیدہ اور ناہموار صورت پیدا کر دی کہ کسی نتیجہ پر پہنچنا مشکل ہو گیا اس حالت میں کہ جب ہر طرف چپ لگ گئی تو

حضرت خلیفۃ المسیح

نے کھڑے ہو کر فرمایا کہ اسوقت میرا ارادہ تو بولنے کا نہیں تھا صرف چند ہدایات سنانے کے لئے آیا تھا جو سنا دی ہیں اور اب اسلئے بیٹھا تھا کہ دیکھوں کہ یہ تجویز جو صدر انجمن کے سکرٹری صاحب کی طرف سے پیش کی گئی ہے کسطرح اس پر غور کیا جاتا ہے اور کس طرح پاس ہوتی ہے لیکن چونکہ ہماری جماعت میں ایسے کام ابھی ابتدائی حالت میں ہیں اور ہر ایک کام سیکھتے سیکھتے ہی آیا کرتا ہے اسلئے جس طریق سے اس تجویز کو پیش کیا گیا ہے وہ میرے نزدیک درست نہیں ہے دنیا کے کام کرنے والوں کا طریق ہوتا ہے کہ وہ ایسے امور میں مشورہ طلب نہیں کیا کرتے ہیں جن کے کرنے کے لئے لوگ طبعی طور پر مجبور ہوتے ہیں مثلاً ایک ملک کسی دوسرے ملک پر حملہ کرتا ہے اور اسے نقصان پر نقصان پہنچاتا چلا جاتا ہے تو اسوقت اس میں رہنے والے لوگ یہ مشورہ نہیں کرینگے کہ ہم دشمن سے لڑیں یا نہیں؟ بلکہ یہ مشورہ ہو گا کہ کس طرح لڑیں اور کس طرح مقابلہ کریں ...... یا کسی مقام پر چند آدمی بھوکے ہوں تو وہ یہ مشورہ نہیں کرینگے کہ ہمیں کھانا کھانا چاہئے یا نہیں؟ بلکہ یہ کہینگے کہ کہاں سے کھائیں اور کسطرح مہیا کریں تو جو طبعی مجبوریاں ہوتی ہیں ان کے ہونے پر عقلی دلائل دینے کی ضرورت نہیں ہوا کرتی۔ اور اسوقت یہ سوال نہیں ہوتا کہ کیوں ہونا چاہئے بلکہ یہ ہوتا ہے کہ کس طرح ہونا چاہئے لیکن جو امور ایسے نہ ہوں ان کے متعلق اگر مشورہ لیا جائے تو مشورہ لینے والوں کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ ان کی ضرورت کے دلائل بھی ساتھ ہی پیش کر دیں مشورہ دینے والے لوگ اگر ان دلائل کو وزنی سمجھیں تو تائید کریں اور اگر نہ سمجھیں تو انکار کر دیں

کالج کی ضرورت

کوئی طبعی ضرورت تو ہے نہیں اور بادی النظر میں معلوم ہوتا ہے کہ پوری ہو رہی ہے اسلئے سوال ہوتا ہے کہ پھر کیا وجہ ہے کہ ہم اپنا کالج کھولیں کیا اسلئے کہ اپنا کالج کہلائیگا اگر یہ وجہ نہیں۔ تو اس تجویز کے محرکوں کے لئے ضروری تھا کہ بہ تفصیل اسکی ضرورت کے دلائل پیش کرتے اور بتاتے کہ ہمیں کالج کھولنے کے لئے کونسی مجبوریاں ہیں۔ جب ان کا فیصلہ ہو جاتا۔ تو دوسرا سوال یہ پیش ہوتا کہ ان مجبوریوں کو کس طرح دور کیا جائے آیا اپنا کالج کھولا جائے یا کوئی اور صورت بھی ان کے دور کرنے کی ہو سکتی ہے گورنمنٹوں میں جو ممبر مسودے پیش کرتے ہیں وہ تفصیل اور دلائل کے ساتھ پیش کرتے ہیں ایسا ہی یہاں بھی کرنا چاہئے تھا صرف کالج کا نام تو کوئی ضرورت نہیں۔ ضرورت تعلیم حاصل کرنیکی ہے اور اسکے لئے کوئی کہہ سکتا ہے۔ کہ دوسرے کالجوں میں حاصل ہو سکتی ہے اسوقت یہ معاملہ اس طرز پر پیش کیا گیا ہے کہ میں تو نہیں سمجھتا تین دن میں بھی طے ہو اب میں قدم بقدم چلاتا ہوں اول یہ دیکھنا ہے کہ کالج کھولنے کے لئے کونسی ضرورتیں ہیں۔ یہاں سکول جاری کرنے میں یہ غرض مدنظر رکھی گئی تھی کہ اس ذریعہ سے ہمارے طلباء اس تعلیم سے بچیں جو شریعت اسلام کے خلاف چلانے والی یا جس کا نتیجہ شریعت کے خلاف نکلتا ہے اور وہ تعلیم جس سے اسلام کی تائید یا جس کا نتیجہ اسلام کی تائید ہو۔ اسکو جاری کیا جائے۔ چنانچہ یہاں آریوں نے ایک سکول کھولا تھا۔ جسمیں پڑھنے والے ایک مسلمان لڑکے سے حضرت مسیح موعود نے پوچھا کہ گوشت کھانا کیسا ہے تو اس نے کہا بڑا ظلم ہے۔ اس بناء پر یہاں اپنا سکول کھولنے کی تحریک ہوئی۔ اب جس قسم کی تعلیم کی ہمارے لڑکوں کو کالجوں میں ضرورت ہے۔ وہ دوسرے کالجوں میں نہیں ہوتی۔ اور وہاں جو تعلیم دی جاتی ہے وہ اسلام کے خلاف یا اس کا اثر اسلام کے خلاف خیالات پیدا کرتا ہے دوسرے وہاں کے معلموں کے اخلاق اور عادات اس قسم کے ہیں کہ طلباء میں مذہبی جذبات اور احساسات نہیں پیدا کر سکتے

اسلئے ہمیں اپنے کالج کی ضرورت ہے پھر سکول کے دن بچوں کے لئے ایسے دن ہوتے ہیں کہ جن میں انکی آئندہ زندگی کو طریق عمل کی بنیاد رکھی جاتی ہے اور ان دنوں کسی بات کے سوانے پر پورا زور نہیں دیا جا سکتا۔ کیونکہ اگر زور دیا جائے تو بجائے فائدہ کے نقصان ہوتا ہے اسلئے اسوقت نرمی سے کام لیا جاتا ہے اور یہی ضروری بھی ہوتا ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں الصبي صبي ولو کان نبی کہ بچہ بچہ ہی ہے اگرچہ نبی ہو تو ان دنوں بچوں کے قلوب پر بہت ہلکے نقوش کھینچے جاتے ہیں جن کو اگر بعد میں گہرا نہ کیا جائے تو مخالف اثرات کی وجہ سے مٹ جاتے ہیں پھر سکول میں بچے جو کچھ حاصل کرتے ہیں وہ استادوں کے زیر اثر اور ان کی دیکھا دیکھی کرتے ہیں۔ لیکن اسکے بعد وہ بطور خود کام کرنا شروع کرتے ہیں۔ اسوقت جن باتوں کو وہ اختیار کرلیں انپر بہت مضبوطی اور پختگی کے ساتھ قائم ہو جاتے ہیں مگر اس عمر میں ہمارے لڑکے دوسرے کالجوں میں چلے جاتے ہیں جہاں انپر وہ اثر قائم نہیں رہتا۔ جس سے سکول میں متاثر ہوتے ہیں اور سارا کیا کرایا ضائع ہو جاتا ہے۔

یہ ضرورت ہے کالج کے کھولنے کی جسے اسوقت پیش کرنا چاہیئے تھا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ کالج کے دن طلباء کے چال چلن اور کیریکٹر کے بنانے والے ہوتے ہیں جس طرح ایک دیوار کو مضبوط بنانے کے لئے منڈیر بنائی جاتی ہے اور اگر منڈیر پختہ نہ ہو تو دیوار گر جاتی ہے۔ اسی طرح طلباء کی زندگی کی منڈیر کالج ہے اگر اس کو بھی اچھی طرح نہ بنایا جائے۔ تو طالب علموں کی ساری زندگی برباد ہو جاتی ہے۔

پس پہلی بات یہ ہے کہ ہمیں اپنے کالج کی ضرورت ہے یا نہیں ہے میرے نزدیک ضرورت ہے اسوقت پچپن کے قریب ہمارے لڑکے لاہور کے مختلف کالجوں میں تعلیم پا رہے ہیں۔ ان میں سے بہت کم ایسے ہیں جنمیں احمدیت کی حقیقی روح پائی جاتی ہے۔ باقی صرف نام کے احمدی ہیں گویا اس طرح تعلیمیافتہ جماعت ہماری سستی سے نکلتی چلی جا رہی ہے۔ کالج کے متعلق تجویز پیش کرنے والوں کو چاہئے تھا کہ وہ بطور خود ان طلباء کے حالات اور چال چلن کے متعلق پوری پوری واقفیت حاصل کرتے۔ اور پھر اسوقت بغیر کسی کا نام لئے پیش کرتے ... کہ یہ حالت ہو رہی ہے تا کہ کالج کی ضرورت کو اچھی طرح سمجھا جا سکتا۔ مینے جو کچھ بتایا ہے اس سے آپ لوگوں کو یہ تو معلوم ہو گیا ہوگا کہ ہمارے کالج میں تعلیم پانے طلباء کی حالت ایسی ہے۔ کہ جس کی اصلاح کے لئے

کسی انتظام کی ضرورت

ہے خواہ وہ انتظام کچھ ہی ہو۔ لیکن ضرورت فوری ہے اس کے بعد دوسرا سوال یہ پیش ہونا چاہیئے۔ کہ کیا اس ضرورت کو کالج ہی پورا کر سکتا ہے۔ یا کوئی اور ذریعہ بھی۔ اور اگر کوئی اور ذریعہ بھی ہے تو ان میں سے کونسا ذریعہ بہتر ہے۔ پھر یہ ہمیں حالات اور واقعات اس بات پر تو مجبور نہیں کرتے کہ فی الحال ہم بہتر کو چھوڑ کر اس سے کمتر پر عمل کریں۔

میرے نزدیک اس کا حقیقی علاج تو اپنا کالج قائم کرنا ہی ہے مگر ایک اور بھی صورت ہے۔ اور وہ یہ کہ ایک ایسا ہوسٹل بنایا جائے جس میں کالج میں پڑھنے والے تمام احمدی لڑکے رہیں۔ یہ فی الحال کالج کا قائمقام ہوگا۔ اور خرچ بہت کم برداشت کرنا پڑیگا۔ اسمیں شک نہیں کہ یہ پورا اور مکمل انتظام نہیں ہے کیونکہ لڑکوں کے اوقات کا بہت بڑا حصہ غیر احمدیوں میں بسر ہوگا۔ استادوں کے اخلاق و عادات کا بھی ان پر اثر پڑیگا۔ پھر شہروں کے دوسرے گندوں میں ملوث ہونے کا خطرہ ساتھ ہی ہوگا۔ مگر جب تک ہم اپنا کالج نہ قائم کر سکیں۔ اسوقت تک اسی کو کالج کا بدل سمجھنا چاہئیے۔

اب یہ سوال قابل غور ہوگا۔ کہ آیا ہم کمتر کو چھوڑ کر بہتر طریق کو اختیار کریں۔ یا ہمارے راستہ میں کچھ ایسی روکیں ہیں جو ایسا کرنے سے مانع ہیں۔ اس وقت قیام کالج کے لئے ایک آنہ (ا/) فنڈ کی تجویز پیش کی گئی ہے لیکن اب دیکھنا یہ ہے کہ ہماری جماعت کا وہ حصہ جو پہلے ہی دو پیسے فی روپیہ صدر انجمن کا چندہ اور ایک پیسہ فی روپیہ ترقی اسلام کا چندہ دیتا ہے۔ اس کے ہر ایک شخص کی یہ طاقت ہے کہ اس نئے چندہ کو برداشت کر سکے۔ میرے نزدیک نہیں ہے کچھ لوگ تو برداشت کر لینگے اور بعض خود فاقہ کر لینگے اور چندے دے دیں گے خود بھوکے بیٹھ رہینگے۔ اور جو کچھ ان کے پاس ہوگا حاضر کر دینگے۔ مگر سارے کے سارے ایسے نہیں ہیں پھر جو چندہ دیں گے۔ ان سے وصول کرنے میں بہت سی مشکلات پیش آئینگی۔ کیونکہ جماعت پھیلی ہوئی ہے۔ پھر اس طریق سے کالج کا پورا سرمایہ جتنے سالوں میں جمع ہو سکے گا اس کو بھی زیر نظر رکھنا چاہیئے۔ پھر اگر ایک دفعہ زور دیکر سرمایہ جمع بھی کر لیا جائے تو کالج کا ماہوار خرچ جو کم از کم دو ہزار ہوگا اس کی کیا صورت ہوگی۔ صدر انجمن کی جو موجودہ آمدنی ہے۔ وہ موجودہ اخراجات کے لئے بھی کافی نہیں ہے اور انجمن کے ذمہ قرض ہے۔ اب جو لوگ کالج کے لئے چندہ دینے کے لئے تیار ہیں۔ وہ اول انجمن کا پہلا قرضہ تو ادا کریں۔ اس سے معلوم ہو جائے گا کہ وہ اور بھی چندہ دے سکیں گے ورنہ اب جبکہ ایک نئے چندہ کی تحریک کی جاتی ہے تو کہا جا سکتا ہے کہ انجمن کے قرضہ کے ادا نہ ہونے کی وجہ یا تو چندہ لینے والوں کی سستی ... یا چندہ دینے والوں کی سستی سے ... تو پھر وہ نیا چندہ کس طرح وصول کرینگے اگر کہا جائے کہ اب وہ چستی سے کام لیں گے تو پہلے وہ قرضہ چندہ وصول کرکے ادا کرکے دکھائیں پھر ان کی چستی کا اعتراف کیا جائیگا اور اگر چندہ دینے والوں کی سستی کی وجہ سے قرضہ ادا نہیں ہوتا۔ تو اب وہ نیا چندہ کیونکر دیں گے۔ اگر وہ آئندہ چستی سے چندہ دینے کو تیار ہیں۔ تو ان سے بھی میرا وہی سوال ہے۔ کہ

Digtized by Khilafat Library

پہلے دونوں کا قرضہ ادا کرنے میں چستی دکھلائیں ان دونوں صورتوں کے علاوہ ایک تیسری صورت یہ ہو سکتی ہے کہ اس وقت تک چندہ دینے والے بھی چستی سے کام لے رہے ہیں اور دینے والے بھی۔ اگر یہ صورت ہے، تو پھر میں پوچھتا ہوں کہ جب کہ دونوں طرفیں پورے زور کے ساتھ کام کر کے انجمن کا قرضہ ادا نہیں کر سکتیں تو اور چندہ کہاں سے ہوگا۔

پس فی الحال اپنا کالج کھولنے میں یہ مشکلات ہیں پھر کالج کھولنے کی ضرورت کوئی ایسی ضرورت تو ہے نہیں کہ ہم اس کے لئے بالکل مجبور ہو گئے ہیں اور اس کے سوا اور کوئی چارہ ہی نہیں اگر کوئی ایسی ضرورت ہو جس کے لئے ہم طبعاً مجبور کئے جائیں۔ تو اس کے پورا کرنے کے سامان بھی خدا تعالیٰ خود پیدا کر دیتا ہے۔ جیسا کہ ابھی حال ہی میں نائیجیریا سے تار آیا کہ یہاں سو کے قریب احمدی ہو گئے ہیں اور اور ہو رہے ہیں ہمارے لئے جلدی مبلغ بھیجو۔ ورنہ خطرہ ہے کہ ہماری ترقی میں کوئی روک نہ حائل ہو جائے۔ اب ہم وہاں مبلغ بھیجیں گے اور [illegible] وہاں ہمارا کوئی مبلغ گیا۔ خدا تعالیٰ نے خود بخود ہی سعید روحوں کو ہماری طرف کھینچا اور اب وہاں خاص تعداد ہو گئی ہے۔ جس کا انتظام کرنا ہمارے لئے ضروری ہے اس لئے جو خرچ ہوگا اسکا خدا تعالیٰ خود ہی انتظام کر دیگا لیکن جو خرچ ہم آپ اپنے ذمہ لیتے ہیں اس کے لئے ہمیں دیکھنا چاہئے کہ ہم میں طاقت بھی ہے یا نہیں کالج کا خرچ کوئی ایسا خرچ تو ہے نہیں کہ جس کے لئے ہم مجبور کئے گئے ہیں کیونکہ اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ایک اور صورت بھی ہے گو وہ کم درجہ کی ہے تاہم فی الحال وہی مفید ہے کیونکہ اس طرح خرچ بہت تھوڑا برداشت کرنا پڑیگا۔ پھر اس کو کیوں نہ اختیار کریں یعنے احمدیہ ہوسٹل کھول دیں اور اس میں طلباء کی دینی تعلیم کا انتظام کریں۔ اور اس بات کی بھی کوشش کی جائے کہ اگر کسی کالج میں ایسا انتظام ہو سکے کہ ہماری تنخواہ سے ہمارے لڑکوں کو دینیات پڑھانے والا استاد رکھا جا سکے تو رکھ لیا جائے۔ اس طریق سے چونکہ ہمارے طلباء دوسرے غیر احمدی طلباء سے بھی ملتے ملاتے رہینگے اسلئے ان کو اپنی طرف کھینچنے کا بھی باعث ہو سکینگے۔

حضرت خلیفۃ المسیح کی اس تقریر کے بعد جناب حافظ روشن علی صاحب نے یہ تجویز پیش کی کہ جو صاحب اپنے لڑکوں کو تعلیم الاسلام ہائی سکول میں کسی وجہ سے تعلیم دلانے کے لئے نہیں بھیج سکتے وہ اس بات کا عہد کر لیں۔ کہ انٹرنس پاس کرنے کے بعد کم از کم ایک سال یہاں دینیات کی تعلیم حاصل کرنیکے لئے اپنے بچوں کو وقف کرینگے اور اسکے بعد کالج میں بھیجینگے یا کسی اور کام میں لگائینگے اس تجویز کے متعلق جناب سید محمد اسحٰق صاحب نے فرمایا کہ میرے خیال میں وہ لوگ جو تعلیم الاسلام ہائی سکول میں اپنے بچوں کو دینی اور دنیوی دونوں قسم کی تعلیم کے لئے نہیں بھیجتے ان سے یہ امید رکھنا کہ صرف دینی تعلیم کے لئے اپنے بچوں کو ایک سال یہاں رکھینگے۔ درست نہیں ہے۔

جناب سید محمد اسحٰق صاحب کے علاوہ بعض اور احباب نے بھی جناب حافظ صاحب کی پیش کردہ تجویز کے متعلق مشکلات پیش کیں کہ اس طرح ایک سال سلسلہ تعلیم کو منقطع کرنے سے آئندہ تعلیم حاصل کرنیوالے لڑکوں کے لئے نقصان کا موجب ہوگا اور وہ عمر کی وجہ کے ساتھ کالج میں پڑھائی نہ کر سکینگے پھر جبکہ یہ تجویز ہے کہ ان کے لئے احمدیہ ہوسٹل پورے انتظام کے ساتھ کھولا جائے۔ تو یہ مطلب حاصل ہو سکتا ہے

اس کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا کہ حافظ صاحب نے جو تجویز پیش کی ہے اچھی ہے لیکن اسکے خلاف جو باتیں پیش کی گئی ہیں وہ بھی درست ہیں انکے علاوہ طلباء کے لئے عمر کا سوال بھی بہت بھاری ہے کیونکہ گورنمنٹ کے محکموں میں اسکا خاص لحاظ رکھا جاتا ہے اسلئے ان لڑکوں سے کہ جو آئندہ تعلیم جاری رکھنا چاہتے ہیں اس طرح کرنا مشکل ہے ہاں جو ملازمت کرنا چاہیں اور انکی عمر بھی زیادہ نہ ہو وہ ایسا کریں تو بہت اچھی بات ہے اسکے بعد زیر بحث معاملہ کے متعلق ریزولیوشن کے الفاظ تجویز ہوئے اور جلسہ ایک بجے کے قریب برخاست ہوا۔ (باقی آئندہ)

اشتہارات

ایک لڑکی کا نکاح

ایک شریف گھرانے کی لڑکی کے نکاح کے لئے جو سن بلوغت کو پہنچ چکی ہے ایک ایسے شریف احمدی لڑکے کی ضرورت ہے جو قوم کا اعوان ہو ضلع جالندھر کے رہنے والے کو ترجیح دیجائیگی۔ خط و کتابت معہ تفصیلی حالات کے بہت جلدی ایڈیٹر الفضل کے پتہ پر ہو۔

ضرورت شادی

پہلی بیوی فوت ہو گئی ہے ایک لڑکا تین سال کا ایک لڑکی ۱½ ماہ کی ہے میری عمر ۳۲ برس ہے ذات جویہ سکونت ڈیرہ غازیخاں ملازمت کرم پور تحصیل میلسی ضلع ملتان سب اوورسیر محکمہ نہر تنخواہ معہ بھتہ وغیرہ ۸۰ روپیہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ ۵۰۰۰ کی ہے جو احباب ناطہ پسند کریں میرے ساتھ براہ راست خط و کتابت کریں عورت بیوہ یا باکرہ احمدی خواندہ نوجوان خوب الجمال ہو۔

خاکسار رسول بخش احمدی سب اوورسیر کرم پور میلسی ضلع ملتان

سامان ورزش کیلئے احمدیوں کا اپنا کارخانہ

احمدی شائقین کی خدمت میں اس اشتہار کے ذریعہ اطلاع دیجاتی ہے کہ ہمارا کارخانہ ہر قسم کے سامان ورزش از قسم کرکٹ ہاکی فٹ بال ٹینس بیڈمنٹن اور جمناسٹک وغیرہ مدت سولہ سال سے ہندوستان اور بیرون از ہند بہم پہنچا رہا ہے لیکن ہنوز احمدی قوم نے زمانہ حال کی روش کے مطابق قومی مفاد کو مد نظر رکھتے ہوئے اس کارخانہ کی طرف بہت کم توجہ کی ہے لہذا جو احباب سکولوں میں ملازم یا کسی اور جگہ سپورٹس کے سامان کی ضرورت ہو دخل رکھتے ہوں انکی خصوصاً و دیگر شائقین کی عموماً توجہ درکار ہے قومی مرکز قادیان کے تعلیم الاسلام ہائی سکول کے ہیڈ ماسٹر مولوی محمد الدین صاحب بی اے ہمارے کارخانہ کے متعلق فرماتے ہیں:-

جناب من! میں یہ بات بلا تامل کہتا ہوں کہ میں آپکے کارخانہ سے ہر طرح سے خوش ہوں۔ آپ سامان کرکٹ و فٹ بال کے متعلق فرمائشوں کی تعمیل نہایت مستعدی سے کرتے رہے ہیں جو سامان ورزش مجھکو بنا کر بھیجتے رہے ہے بلحاظ قیمت و خوبی ساخت مقابلۃً نہایت ہی اطمینان بخش ثابت ہوتا رہا ہے۔

آپکا صادق۔ محمد الدین ہیڈ ماسٹر از قادیان

مکمل فہرست حسب خواہش مفت بھیجی جائیگی۔

پتہ صرف ناظم سیالکوٹ شہر